بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک سرکاری/نیم سرکاری ملازم اپنی جگہ دوسرے شخص کو عوضی مقرر کرلیتاہے اوراس کو اپنی تنخواہ سے مخصوص رقم دیتاہے، پھروہی شخص اس ملازم کے ذمہ سپرد کئے ہوئے امورسرانجام دیتاہے۔مثلا: اس کی جگہ پڑھاتا ہے اورہر وہ ڈیوٹی دیتاہے، جس کا ملازم سے مطالبہ ہو:

- کیاملازم کے لیے کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ عوضی مقرر کرنااور تنخواہ لیناشرعاجائز ہے ، یانہیں؟
- دوسرے استاد کے لیےایسا عمل کرنااوراجرت لیناشرعاجائزہے، یانہیں؟
- ایسے شخص کی امامت کا کیاحکم ہے،جودوسرے کو اپنی جگہ عوضی مقرر کرتاہے، یادوسرے شخص کی جگہ بطور عوض کام کرتاہے؟

کسی نے مدرسہ کے مہتمم کو رقم دے کریوں کہا:

اس سے طلبا کے لیے کپڑے خریدو۔

- کیامہتمم اس رقم کو دیگر ضروریات (مثلا: طلبا کے لیے کتابیں خریدنا) میں صرف کرسکتاہے؟
- اگرکتابوں کی ضرورت زیادہ ہو، تب کیاحکم ہے؟
- کیامہتمم رقم دینے والے سے دوبارہ رجوع کرسکتاہے کہ میں اس رقم سے طلبا کے لیے کتابیں خریدتاہوں؟
- کیامذکورہ بالاصورت میں واقف اپنے وقف میں تبدیلی کرسکتاہے؟
- کیارقم (منقولی چیزیں) وقف کرنادرست ہے؟
- مدرسہ کا استاد مہینہ بھر مریض ہو، کیاوہ تنخواہ لینے کا حق رکھتاہے؟
- اسی طرح ایک استاد ضرورت مند ہو، کیا مہتمم مدرسہ کی رقوم سے اس کی ضرورت پوری کرسکتاہے؟
- سرکاری اسکول میں پرنسپل ایک مخصوص فنڈ (اسپورٹس کے لیے مختص رقم) دوسری مد میں استعمال کرسکتاہے؟

الجواب حامداومصلیا

عوضی ٹیچر/ملازم:

عوضی ٹیچر/ملازم (اگرچہ پڑھانے/کام کرنے کی صلاحیت رکھتاہو) کے لیے کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ عوضی مقرر کرکے اپنی تنخواہ سے کچھ معاوضہ اس کو دینااور بقیہ تنخواہ لیناشرعاجائز نہیں ہے۔

واضح رہے:

اگر کسی شخص کو اجرت کے عوض کوئی کام دیا جائے اور اس کی نوعیت اس طرح ہو، کہ ہر کوئی کر سکتا ہو، اور ہر کسی کو اجازت ہو، تو درست ہے، ورنہ درست نہیں ہے۔

حکومتی تعلیمی بورڈ کی طرف سے امتحان لینے کے مختلف مراحل ہوتے ہیں، انہی مراحل سے گزر کر استاد کا انتخاب ہوتا ہے، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے، کہ تعلیمی بورڈ کسی اور کے پڑھانے پر راضی نہیں ہے، بلکہ وہ اسی منتخب شدہ استاد کی صلاحیتوں پر راضی ہے۔

قال فی ردالمحتار:

''(واذاشرط عملہ بنفسہ)بان یقول لہ:اعمل بنفسک اوبیدک(لایستعمل غیرہ الاالظئرفلهااستعمال غیرها)بشرط وغیرہ ،خلاصۃ.(وان اطلق کان لہ)ای للاجیر ان یستاجر غیرہ۔''

(کتاب الاجارۃ)

''الاجیرالذی استوجر علی ان یعمل بنفسہ لیس لہ ان یستعمل غیرہ ،مثلا:لواعطی احد جبۃ علی ان یخیطهابنفسہ بکذا درهم ،فلیس للخیاط ان یخیطهابغیرہ ،وان خاطها بغیرہ ،فتلفت فهو ضامن ---لواطلق العقد حین الاستئجار فللاجیر ان یستعمل غیرہ۔''

(شرح المجلۃ،کتاب الاجارہ،المادۃ:572/2، 571)

یاد رہے:

اجیر کی اجرت دو بنیادی نکتوں کی بنیاد پر متعین کی جاتی ہے: وقت اور عمل۔۔۔۔اب اگر اجیر نہ وقت دے اور نہ ہی عمل کرے تو اجرت لینے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

''والاجارۃ لاتخلو:اما ان تقع علی وقت معلوم اوعمل معلوم،فان وقعت علی عمل معلوم فلاتجب الاجرۃ الاباتمام العمل ---وان وقعت علی وقت معلوم ،فتجب الاجرۃ بمضی وقت۔''

(النتف فی الفتاوی :کتاب الاجارۃ)

اور اجیر خاص کے لیے دوران مدت اپنے آپ کو حوالہ کرنا ضروری ہے۔

والاجیرالخاص :الذی تستحق الاجرۃ بتسلیم نفسہ فی المدۃ۔

(الهدایۃ،کتاب الاجارۃ،باب ضمان الاجیر:312/3)

(شرح المجلۃ،لسلیم رستم باز،المادۃ:571،کتاب الاجارۃ)

خود عوضی ٹیچر/ملازم کے لیے پڑھائی/کام کی اجرت:

عوضی ٹیچر یاملازم جو اس کام سے بخوبی واقف ہو،اور بہتر طریقے سے اس کو نبھارہاہو،تواس کو لیے اجرت لینادرست ہے۔البتہ خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے،کیونکہ حکومتی ریکارڈ میں اس کا باقاعدہ نام نہیں ہے۔اور نہ ہی اس کے ساتھ عقدملازمت ہوا ہے۔

ذیل میں عربی عبارت لکھی جاتی ہے،اس کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت ہو جائے گی۔

''قولہ:بان یقول :اعمل بنفسک اوبیدک)ھذا ظاہراطلاق المتون،وعلیہ الشروح ۔فمافی البحر والمنح عن الخلاصۃ من زیادۃ قولہ ولاتعمل بیدغیرک۔فالظاہرانہ لزیدالتاکید،لاقیداحترازی؛لیکون بدونہ من الاطلاق ۔تامل۔(قولہ:لایستعمل غیرہ)ولوغلامہ اواجیرہ ۔قہستانی؛لان علیہ العمل من محل معین،فلایقول غیرہ مقامہ۔کمااذاکان المعقودعلیہ المنفعۃبان استاجر رجلاشہرا للخدمۃ لایقوم غیرہ مقامہ؛لانہ استیفا للمنفعۃ بلاعقد۔زیلعی۔قال فی العنایۃ:وفیہ تامل؛لانہ ان خالفہ الی خیربان استعمل من ھواصنع منہ اوسلم دابۃ اقوی من ذلک ینبغی ان یجوز۔واجاب السائحی بان مایختلف بالمستعمل فان التقیدفیہ مفید،وماذکرمن ھذاالقبیل اھ۔وفی الخانیۃ:لودفع الی غلامہ اوتلمیذہ لایجب الاجر۔وظاہرھذا مع التعلیل المارانہ لیس المرادبعدم الاستعمال حرمۃ الدفع مع صحۃ الاجارۃ واستحقاق المسمی او مع فسادھا واستحقاق اجر المثل ،وانہ لیس للثانی علی رب المال متاع شیئ لعدم العقد بینہمااصلا۔وھل لہ علی الدافع اجرالمثل؟محل التردد۔فلیراجع۔قولہ :بشرط وغیرہ)لکن سیذکرہ الشارح فی الاجارۃ الفاسدۃ عن الشرنبلالیۃ انھا لودفعتہ الی خادمھا اواستاجرت من ارضعتہ لھاالاجر الااذاشرط ارضاعھا علی الاصح۔وکان اوجہ ماھھناان الانسان عرضۃ للعوارض فربمایتعذر علیھاارضاع الصبی فیتضرر ،فکان الشرط لغوا۔تامل۔قولہ :وان اطلق)بان لم یقید بیدہ وقال: خط ھذاالثوب لی اواصبغہ بدرھم مثلا؛لانہ بالاطلاق رضی بوجودعمل غیرہ۔قہستانی۔''

(کتاب الاجارۃ)

''الااذاشرط ان لایخدم غیرہ ولایرعی لغیرہ ،فیکون خاصا۔''

(کتاب الاجارہ،باب ضمان الاجیر)

مذکورہ بالاعبارت میں فقہا کرام کا اختلاف اس مسئلہ میں واضح ہے،کہ اگرکسی اجیراورملازم سے کہاگیا:یہ کام اپنے کرناہے،جب کہ اس نے برعکس کسی اور سے کرایا۔توکیااس کے لیے ایساکرنادرست ہے؟اگردرست ہے،تواجرت کیاہو گی؟اوراگردرست نہیں ہے،تواجرت کا کیاحکم ہو گا؟

جس نتیجہ پر راقم حروف پہنچاہے،وہ یہ ہے،کہ مسئلہ کی چند صورتیں ہیں:

- اگردوسرابندہ نہ کام جانتاہو،اورنہ ہی اسی طرح مہارت رکھتاہو،تونہ یہ عمل درست ہے اور نہ ہی اجرت کا مستحق ہے۔
- اوراگرکام جانتاہوتاہم کرایہ پر لینے والی ایسی چیز ہو(مثلا:گاڑی وغیرہ)جواستعمال کرنے سے تبدیل ہوتی ہو،

یعنی کام کی نوعیت جاننے کے باوجود وہ چیز ایسی ہو، جو لوگوں کے استعمال سے اثر قبول کرتی ہو تب بھی اجیر اورملازم کے لیے نہ کسی اور کو دینادرست ہے اورنہ ہی اجرت کا مستحق ہے۔

''وانہ لیس للثانی علی رب المال متاع شیئ لعدم العقد بینھمااصلا۔وھل لہ علی الدافع اجر المثل؟محل التردد۔فلیراجع۔''

کیااس صورت میں کام لینے والا مالک کی اجازت کے بغیر کام دینے والے اپنی اجرت کا مطالبہ کر سکتاہے؟

(بظاہر کر سکتاہے، کیونکہ وہ اپنے عمل کا اجرت مانگتاہے،اور جس سے مانگتاہے اس سے با قاعدہ عقد کیاہواہے۔واللہ اعلم بالصواب۔)

- اوراگردوسرابندہ اس کو بہتراور مہارت کے ساتھ سرانجام دیتاہو اورنہ ہی استعمال سے فرق پڑتاہو،توحوالہ کرنادرست ہے۔البتہ نامناسب ضرورہے، ضرورت کے بغیر ایسانہیں کرنا چاہیے۔
- اوراگراجیر اورملازم پر کوئی قید نہ ہو،تواجیر وہ خود بھی کر سکتاہے اور کسی اور سے بھی کرا سکتاہے۔

عوضی ٹیچر کی امامت:

کام کیے بغیر اجرت لینے والا گناہگار ہے،ایسے شخص کوامام نہ بنایا جائے۔بہتر یہی ہے، کہ متقی اورپرہیزگار شخص کے پیچھے نماز پڑھی جائے، بصورت مجبوری اکیلے نماز پڑھنے سے فاسق کے پیچھے باجماعت پڑھنا بہتر ہے۔

''وفی النھرعن المحیط:صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ۔(قولہ:نال فضل الجماعۃ)افاد ان الصلاۃ خلفھااولی من الانفراد،لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع؛لحدیث من صلی خلف عالم تقی ،فکانما صلی خلف نبی۔۔۔ویکرہ امامۃ عبد۔۔۔۔وفاسق (قولہ:وفاسق)من الفسق:وھوالخروج عن الاستقامۃ ،ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر،والزانی،وآکل الربا ونحوذلک۔۔۔''

(الشامیۃ:باب الامامۃ)

خلاصہ:

اپنی جگہ پر عوضی مقرر کر کے کچھ تنخواہ اس کو دینااور بقیہ خود وصول کرنے والا دھوکہ باز اور خائن ہے، جو بحکم فاسق ہے۔اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور ایمانداری سے کام کرنے والا عوضی ملازم/ٹیچر خلاف قانون کا ارتکاب کرنے والاہے،اوراس پر مزید یہ ہے، کہ ایک ملازم کو فارغ کر کے اس کے گناہ میں معاون بن رہاہے اوراس کو اس جرم عظیم پر دلیر بنانے کا ذریعہ بھی بن رہاہے۔اس کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے۔اوراگراس تعاون میں مسلسل شریک ہے، ممانعت کے باوجود بھی باز نہیں آتاہے، توپھراس کے پیچھے بھی نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔

وقف کی مد میں تصرف:

وقف کی چیزوں میں قدر تفصیل ہے:

- کسی نے طلبہ کے لیے زکوۃ کی رقم مہتمم مدرسہ کو دیدیا، مہتمم نے مشہور حیلہ تملیک کیا،اب تملیک کے بعد گویا کہ یہ رقم طالب العلم / مہتمم کی ہوگئی،اس کی اپنی مرضی جہاں خرچ کرنا چاہے،خرچ کرسکتا ہے۔

لمافی الشامیة،کتاب الزکاة ، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء،269/2)

"(و قدمنا ان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیر ثم یامرہ بفعل ھذہ الاشیاء ، و ھل لہ ان یخالف امرہ ؟لم ارہ و الظاھر نعم)البحث لصاحب النھر و قال لانہ مقتضی صحۃ التملیک ،قال الرحمتی : و الظاھر ا نہ لاشبۃ فیہ لانہ ملکہ ایاہ عن زکوۃ مالہ و شرط علیہ شرطا فاسدا و الھبۃ و الصدقۃ لا یفسدان با لشرط الفاسد "

- اورا گرر قم دے کر یوں کہا: کہ اس پیسوں سے طلبا کے لیے کتابیں خریدو، تو اس وقت مذکورہ رقم کتابوں کی مد میں خرچ کرنے کا وکیل ہے۔اور وکیل کا حکم ذیل عبارت سے معلوم ہوگا۔

(لما فی شرح المجلۃ ، کتاب الوکالۃ ، المادۃ: 1479ص:1/694)

"اذا قید ت الوکالۃ بقید فلیس للوکیل مخالفتہ فان خالف لاینفذ شراؤہ علی الموکل و ماشتراہ فھو لنفسہ ولکن اذا خالف بما ھو اکثر فائدۃ للموکل فلا یعد ذالک مخالفۃ فی المعنی -------و الحاصل ان المخالفۃ اذا کانت فی الجنس فھی غیر جائزۃ سواء کانت الی خیر او الی شر و ان کانت فی القدر او الوصف فان الی خیر جازت و ان الی شر فلا "

(لما فی الاشباہ والنظائر مع حاشیة الحموی ، 278/2،کتاب الوکالة)

الاصل ان الموکل اذا قید علی وکیلہ فان کان مفیداً اعتبر مطلقاً و الا لا ،وان کان نافعا من وجہ ، ضارا من وجہ ،فان اکدہ بالنفی اعتبر و الا لا ، و فی حاشیۃ الحموی :قولہ : و ان کان نافعاً من وجہٍ ضاراً من وجہٍ کما لو قال :بعہ فی سوق کذا فباع فی غیرذلک السوق جاز ، لان ھذا شرط قد ینفعہ و قد لا ینفعہ"

(لمافی الشامیة،کتاب الزکاة ، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء، 2/269)

"وھنا الوکیل انما یستفید التصرف من الموکل وقد امرہ بالدفع الی فلان فلا یملک الدفع الی غیرہ "

(لمافی الفقه الحنفی و ادلته کتاب الزکاة: 1/340)

"اما اذا عین الغنی الفقیر للوکیل لم یجز لہ ان یدفع الزکاۃ الی غیرہ "

(لما فی الاشباہ والنظائر ،کتاب الوقف ،الفن الثانی :106/2)

لان شرط الواقف یجب اتباعہ لقولہم :شرط الواقف کنص الشارع :ای فی وجوب العمل بہ ، وفی المفہوم و الدلالۃ "

(وکذا فی فتاوی دار العلوم زکریا،کتاب الزکوۃ،وکیل کا موکل کے خلاف زکوۃ کی رقم خرچ کرنے کا حکم: 3/219)

''الوکیل اذاخالف ان خلافا الی خیرفی الجنس کبیع بالف درھم ،فباعہ بالف ومأئۃ نفذ.

ولوبمأئۃ دینار لا،ولوخیرا خلاصۃ،وددر۔''

(الدرالمختار:521/5،ط:ایچ،ایم،سعید)

تفصیل کے لیے: (فتاوی عبادالرحمٰن، کتاب الوقف: 268/5، ط: دارالافتاوالتحقیق، کراچی)

مذکورہ بالاعبارات سے یہ نتیجہ اخذ کیاجاسکتاہے، کہ جو چیز بہتر ہو، مہتمم اس مد میں بحیثیت وکیل وہ رقم خرچ کر سکتاہے۔

- اوراگر رقم دے کر مزید کچھ وضاحت نہ کی، تو مہتمم کی مرضی ہے، وہ ضرورت کے وقت جہاں خرچ کرنا چاہے ،خرچ کر سکتاہے۔
- اگر رقم دے کر ایک مخصوص مد میں صرف کرنے کی وضاحت کی۔ مثلا: یوں کہا: کہ اس رقم سے طلبا کے لیے کتابیں خریدو۔ اب کتابوں سے زیادہ ٹیبل اور ٹاٹ وغیرہ کی ضرورت زیادہ ہو، تو وکیل یہ مخصوص مد کی رقم میں تبدیلی کر کے بہتر اور نفع بخش مد میں صرف کر سکتاہے۔

''الوكيل اذاخالف ان خلافا الى خيرفى الجنس كبيع بالف درهم ،فباعه بالف ومأئة نفذ۔ ولوبمأئة دينار لا،ولوخيراخلاصة،ودرر۔''

(الدرالمختار:521/5،ط:ایچ،ایم،سعید)

یادرہے:

عام فتاوی کی روشنی میں کسی وکیل کے لیے مقرر کیاہوا مخصوص مد کو چھوڑ کر کسی اور مد میں صرف کرنا درست نہیں ہے۔

تفصیل کے لیے: فتاوی عثمانیہ۔۔۔۔۔ فتاوی قاسمیہ۔۔۔۔

تاہم صورت مسئولہ کاجواب عام فتاوی کے برعکس دیا گیا۔ کیونکہ: وکیل موکل کے حکم کے خلاف کر کے انفع چیز خرید سکتاہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کیاجاسکتاہے، کہ مہتمم اور متولی بھی مخصوص مد کی رقم نفع بخش مد میں استعمال کر سکتاہے۔ (واللہ اعلم بالصواب۔)

- البتہ اگر رقم دینے والے نے اس کی صراحت کی ہو، کہ فلان مد میں خرچ کرو، کسی اور مد میں خرچ نہ کرنا، تو مہتمم کو کسی اور مد میں استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

''فان اكده بالنفى اعتبر و الا لا ،''
(الشامية)

الااذاشرط ان لايخدم غيره ولايرعى لغيره ،فيكون خاصا.

(كتاب الاجاره،باب ضمان الاجير)

"اما اذا عين الغنى الفقير للوكيل لم يجز له ان يدفع الزكاة الى غيره "

(لما فی الاشباہ والنظائر ،کتاب الوقف ،الفن الثانی :106/2)

وقف میں تبدیلی:

بغیر کسی عذر شدید کے وقف کو تبدیل کرنا درست نہیں ہے

’’واذا صح الوقف لم یجز بیعہ ولاتملیکہ،ولاقسمتہ...‘‘

(الفقہ الاسلامی وادلتہ،الباب الخامس،الوقف،الفصل الثالث:حکم الوقف:7671/10)

’’قلت:وفی مختارات النوازل لصاحب الھدایۃ:

فقیر مات فجمع من الناس الدراھم ،وکفنوہ وفضل شیئ،ان عرف صاحبہ

یرد علیہ.والایصرف الی کفن فقیر اخر،او یتصدق بہ.‘‘

(الشامیۃ102/3)

وقف میں تبدیلی کے لیے واقف سے رجوع کرنا:

وقف کے بعد چیز واقف کی ملک سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی ملک میں منتقل ہو جاتی ہے،اس میں کسی کو بھی کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہیں ہے۔اگرچہ وہ متولی کیوں نہ ہو۔

البتہ اگر مخصوص مد میں استعمال کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہے،توضائع ہونے سے بچنے کی خاطر کسی دوسری مد میں بقیہ ماندہ رقم وغیرہ استعمال کیاجاسکتاہے۔

’’بان بنی مدرسۃ ومسجداوعین لکل وقفا وفضل من غلۃ احدہما،لایبدل شرط الواقف ،وکذا اذااختلف الواقف لاالجہۃ یتبع شرط الواقف ،وقدعلم بہذاالتقریر اعمال الغلتین احیا للوقف ورعایۃ شرط الواقف،ھذاہوالحاصل من الفتاوی.‘‘

(الفقہ الاسلامی وادلتہ،کتاب الوقف،الفصل الخامس استبدال الوقف وبیعہ حالۃ الخراب:7674/10)

مراعاۃ غرض الواقفین واجبۃ.

(الشامیۃ،کتاب الوقف،مراعاۃ غرالواقفین:665/6)

خراب ہونے کی صورت میں :

’’جازللحاکم ان یصرف من فاضل الاخرعلیہ؛لانہماحینئذکشیئ واحد.‘‘

(کتاب الوقف،مطلب:فی نقل انقاض المسجدونحوہ:551/6)

نقدرقم کاوقف:

بعض فقہا کے نزدیک پیسوں کا وقف درست ہے، کیونکہ اس کا عین برقرار رکھ کراس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔مثلا: کسی کو رقم مضاربت کے طور پر دے کریوں کہے: کہ اس کا منافع آدھا آپ کو ملے گا اور آدھا میں مدرسہ کو دوں گا، کیونکہ یہ رقم میں نے مدرسہ کے لیے وقف کی ہے۔یہاں عین برقرار ہونے کے ساتھ ساتھ منافع مدرسہ کو دیا جارہا ہے۔

منقولی چیزوں کاوقف:

ہراس چیز کا وقف درست ہے، جس سے نفع ہلاک کیے بغیر لیا جاسکتا ہو اور تعامل امت بھی وقف پر ہو۔پیسے اور نقدرقم سے چونکہ براۓ راست نفع نہیں لیا جاسکتا ہے،اس لیے اس کا وقف درست نہیں ہے۔جن حضرات نے امام مالکؒ کی طرف جواز کا قول منسوب کیا ہے،وہ درست نہیں ہے۔

''وجملتہ ان مالایمکن الانتفاع بہ مع بقا عینہ کالدنانیر،والدراھم والمطعوم والمشروب ،والشمع واشباھہ لایصح وقفہ،فی قول عامۃ الفقھا واھل العلم الاشیئا یحکی عن مالک والاوزاعی فی وقف الطعام انہ یجوز ولم یحکہ اصحاب مالک ،ولیس بصحیح؛لان الوقف تحبیس الاصل وتسبیل الثمرۃ؛ومالاینتفع بہ الاباتلاف لایصح فیہ ذلک۔''

(المغنی:۲۲۹/۸)

یادرہے:اگررقم وقف کرکے یوں کہا: کہ اس سے زمین خریدواوراس پر مسجد یامدرسہ بناؤ،تووقف درست ہوگا۔کیونکہ یہ رقم بصورت زمین محفوظ ہے ،جوبظاہراستہلاک نہیں ہے۔۔۔۔۔علامہ شامیؒ نے بھی درہم اوردینار کے وقف کافتوی بھی دیا ہے۔

وقف قرآن مجید/یاکتابیں منتقل کرنا:

عام اصول کے تحت کسی مسجد میں وقف شدہ قرآن کریم وہاں کے ساتھ خاص ہیں۔البتہ بسااوقات وہ قرآن کریم زیادہ نہیں پڑھے جاتے ہیں،جب کہ واقف کی نیت پڑھنے اور ثواب حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔اس لیے قریبی مسجد منتقل کرنادرست ہے۔

وان وقف علی المسجد جاز،ویقرا فیہ،ولایکون محصورا علی ھذاالمسجد وبہ عرف حکم نقل کتب الاوقاف من محالھاللانتفاع بھا.

(الدرالمختار:365/4،ط:ایچ،ایم ،سعید)

تفصیل کے لیے:(فتاوی عبادالرحمٰن،کتاب الوقف:271/5ط:دارالافتاوالتحقیق)

بیماری کے دنوں کی تنخواہ:

- مدرس معروف چھٹی کے معلوم دنوں میں رخصت والا شمار ہوتا ہے، چھٹی کے علاوہ دنوں میں اطلاع اور رخصت لیناضروری ہے، ورنہ تنخواہ لینے کا مستحق نہ ہوگا۔
- جس مدرسہ میں باقاعدۃ چھٹی لینے کا دستور نہ ہو، وہاں قریبی مستند مدارس کے اصولوں پر عمل کیا جائے گا اور یا عرف عام کا اعتبار ہوگا۔
- تاہم اگر مہتم نے تقرری کے دوران اس کی وضاحت کی ہو، کہ غیر حاضری کی صورت میں تنخواہ نہیں ملے گی اور مدرس نے قبول کیا، تو مستحق نہ ہوگا۔

وھل یاخذ(المدرس)ایام البطالۃ کعیدورمضان لم ارہ،وینبغی الحاقہ ببطالۃ القاضی ،والاصح انہ یاخذہ ؛لانہاللاستراحۃ.....فینبغی ان یعطی لیوم البطالۃ المعروفۃ بقرینۃ ماذکرہ فی مقابلۃ البنا علی العرف،فحیث کانت البطالۃ معروفۃ فی یوم الثلثا والجمعۃ،وفی رمضان والعیدین یحل الاخذ،وکذا لوبطل فی یوم غیرمعتاد لتحریردرس الااذا نص الواقف علی تقیید الدفع بالیوم الذی یدرس فیہ۔

(الشامیۃ،کتاب الوقف،فی استحقاق القاضی والمدرس الوظیفۃ)

فتاوی مفتی محمود میں ہے:

اگرمدرسہ کا کوئی آئین ہے، یاملازمت کے وقت کوئی شرط ٹھہری ہے، یعنی کوئی اصول طے کیے ہیں، تواس کے مطابق عمل ہوگااوراگر کوئی دستور نہیں تواستحقاق رخصت کے علاوہ ایام غیر حاضری کی تنخواہ دینا تبرعا ہوگالازم نہیں۔

(اجارہ کابیان:352/9)

اگر بیماری کی اطلاع مدرس نے مہتمم کودے دی ہو، درخواست دی ہو، یازبانی اطلاع دی ہوتو بیماری کے دنوں کی تنخواہ کاٹنااسے جائز نہیں۔اوراگرنہ درخواست دی ہواورنہ زبانی اطلاع تو تنخواہ کاٹناجائز ہے۔

(اجارہ کابیان:373/9)

البتہ اگر مہتمم نےاس کی صریح وضاحت کی، کہ صرف پڑھائی کے دنوں کی تنخواہ ملے گی، تو صرف پڑھائی کے دنوں کی تنخواہ ملے گی۔

الاإذا نص الواقف على تقييد الدفع باليوم الذی يدرس فيه.

استاد کی شادی کا خرچہ مدرسہ کی مد سے دینا:

مدارس میں جمع شدہ رقم طلبا کی اصلاح اور اساتذہ کی ضرورت کے لیے ہے۔ مثلا: طلبہ کے لیے کتابیں، لائبریری، بہتر سالن اور حفظان صحت وغیرہ کا انتظام کرنا۔۔ اسی طرح اساتذہ کی تنخواہوں کو اسی مد سے آدا کرنا۔ اس پر مزید خرچہ (استاد کی شادی حج اور عمرہ وغیرہ) مہتمم کے لیے درست نہیں ہے، بصورت مجبوری اساتذہ کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔

(تفصیل کے لیے: فتاوی دار العلوم دیوبند، فتاوی نمبر 3371442/-468)

پرنسپل کا اسکول فنڈ میں تبدیلی:

- اسکولوں میں حکومت کی طرف سے جو فنڈ کسی مخصوص مد میں استعمال کرنے کے لیے دیا جائے، تو پرنسپل یا ہیڈ ماسٹر کے لیے کسی اور مد میں استعمال کرنا درست نہیں ہے، متعلقہ مد میں استعمال کرنے کی ضرورت نہ ہو، تو حکومت کی طرف سے عمومی ضابطوں کا خیال رکھ کر استعمال کرنا ضروری ہے۔ اور پرنسپل حضرات بھی تصرف کرنے مجاز نہ ہوگے، کیونکہ یہ صرف نگران ہے اور نگران کو فقہ کی کتابوں میں مشرف کہا گیا ہے۔ مشرف کا وقف کی مد میں تبدیلی کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

المعروف عرفا كالمشروط شرطا.
المعروط كالمشروط.

واللہ اعلم بالصواب۔
سید کلیم اللہ حرمزئی۔